59933 ـ وكيل كے ليے يتيموں كے مال كھانے كا حكم

سوال

ميں اپنے بھائى كے ورثاء كا وكيل ہوں، اور ان كے حقوق اور ضروريات كے متعلق محكمہ سے رابطہ كرتا رہتا ہوں، اور اسى طرح ہر ہفتہ انہيں ملنے بھى جاتا ہوں، تا كہ اس كى اولاد ميرى اولاد كے ساتھ خوش رہ سكے، سوال يہ ہے كہ انہيں حاصل ہونے والى رقم (يعنى ان كى تنخواہ اور وظيفہ (15000) ہزار اور ان كے حقوق 400000 ہزار) ہيں، ميرے ذمہ تعميراتى كام كى بنا پر قرض ہے جس كى مدت چار برس ہے، ان دونوں ميں سے افضل اور بہتر كيا ہے كہ آيا ميں اپنے اور اپنى اولاد پر تھوڑا دباؤ ڈال لوں يا كہ ان كے علم كے بغير پٹرول وغيرہ كے اخراجات لے ليا كرو ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

شريعت مطہرہ نے يتيم كا ناحق طريقہ سے مال كھانا سات مہلك اشياء ميں شمار كيا ہے، جيسا كہ امام بخارى اور امام مسلم رحمہما اللہ نے صحيح بخارى اور مسلم ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے حديث نقل كي ہے، يہ ايك ايسى عظيم امانت ہے جس كى ادائيگى سے بہت سارے لوگ عاجز آ جاتے ہيں، اسى ليے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ابو ذر رضى اللہ تعالى عنہ كو كئى ايك نصيحت كرتے ہوئے فرمايا تھا:

" اور تم يتيم كے مال كى ذمہ دارى نہ لو "

صحيح مسلم حديث نمبر (1826).

اور شريعت اسلاميہ نے يتيم كى پروش كرنے والے اور اس كے ذمہ دار پر واجب كيا ہے كہ وہ ان كا اچھى طرح خيال ركھے، اور ان كى تربيت اچھے انداز سے كرے، اور اگر ان كا مال ہو تو اس مال كى بھى اچھے اور بہتر انداز سے كرو اور اسے بڑھاؤ، اور اس كى زكاۃ ادا كى جائے، اور اگر وہ مال دار ہے تو اس كے ليے يتيموں كے مال سے بچنا بہتر ہے، اور اگر فقير ہو تو وہ بہتر طريقہ سے استعمال كر سكتا ہے، اور اگر وہ ان كے مال ميں كام كرتا ہو تو وہ اس كى برابر اجرت لے سكتا ہے، يہ شرعى احكام ہيں، جن ميں انتہائى درجہ كى حكمت اور عدل و انصاف پايا جاتا ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

بے سمجھ اور بے عقل لوگوں کو اپنا وہ مال نہ دو جسے اللہ تعالی نے تمہاری گزران کا ذریعہ بنایا ہے، ہاں انہیں اس مال سے کھلاؤ پلاؤ، اور انہیں لباس پہناؤ، اڑھاؤ، اور انہیں معقولیت کے ساتھ نرم بات کہو، اور یتیموں کے بالغ ہونے تك انہیں سدھارتے اور آزماتے رہو پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو ان کے مال انہیں سونپ دو، اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال کو جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کردو، مالداروں کو چاہیے کہ وہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں، ہاں مسکین اور محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور پر کھا لے، پھر جب انہیں ان کے مال دو تو اس پر گواہ بنا لیا کرو، در اصل حساب لینے والا اللہ تعالی ہی کافی ہے النساء (5 ـ 6).

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قولہ: اور تم ان کا مال جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کر دو .

اللہ سبحانہ وتعالی بغیر ضروری حاجت کے یتیموں کا مال کھانے سے منع فرما رہے ہیں .

(جلدی جلدی فضول خرچي میں) یعنی ان کے بالغ ہونے سے قبل ہی

پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

اور جو کوئی مالدار ہے وہ (ان کا مال کھانے سے) بچے .

وہ اس مال سے بچے اور اس میں سے کچھ بھی نہ کھائے، اور الشعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ اس کے لیے مردار اور خون کی طرح ہی ہے.

اور جو کوئی فقیر اور محتاج ہو تو وہ دستور کے مطابق کھا لے .

یہ یتیم کے ذمہ دار اور والی کے متعلق نازل ہوئی جو اس کی ضروریات اور مصلحت کا خیال رکھتا ہے، اگر وہ خود محتاج اور فقیر ہے تو وہ اس سے کھا سکتا ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ: یہ آیت یتیم کے والی اور ذمہ دار کے بارہ میں نازل ہوئی:

اور جو کوئی مالدار ہے (تو وہ یتیم کا مال کھانے سے) وہ بچے، اور جو کوئی فقیر اور محتاج ہے وہ اس سے دستور

کے مطابق کھا لے .

یعنی جس قدر اس کا خیال رکھتا ہے.

فقھاء رحمہم اللہ کا کہنا ہے:

وہ دونوں معاملوں اس کی مثل اجرت، یا پھر بقدر ضرورت کھا سکتا ہے، اور اس میں اختلاف ہے کہ: جب وہ میسور الحال ہو جائے اور تنگ دستی ختم ہو جائے تو کیا اسے مال واپس کرنا ہو گا ؟

اس میں دو قول ہیں: وہ واپس نہیں کریگا؛ کیونکہ اس کے اپنے کام کی مزدوری اور اجرت کھائی ہے، کیونکہ وہ فقیر اور محتاج تھا، امام شافعی کے اصحاب کے ہاں یہی صحیح ہے؛ کیونکہ آیت میں بغیر کی بدل کے کھانا مباح کیا ہے...

دوسرا قول یہ ہے کہ: جی ہاں؛ واپس کرنا ہوگا؛ کیونکہ یتیم کا مال کھانے سے منع کیا گیا ہے، اور صرف ضرورت کی وجہ سے مباح ہوا ہی تو وہ اس کے بدلے میں اسے واپس کرنا ہوگا، جس طرح مضطر اور مجبور شخص ضرورت کے وقت کسی دوسرے کا مال استعمال کرے تو وہ واپس کریگا...

اور جو کوئی مالدار ہو تو وہ بچھے .

یعنی یتیم کے ولیوں میں سے.

اور جو کوئی فقیر اور محتاج ہو یعنی انہیں میں سے.

تو وہ دستور کے مطابق کھا لے .

یعنی اچھے طریقہ کے ساتھ، جیسا کہ دوسری آیت میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور تم یتیموں کے مال کے قریب بھی مت جاؤ مگر اچھے اور بہتر انداز سے حتی کہ وہ (یتیم) اپنی بلوغت کو پہنچ جائیں .

یعنی اس کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس کی ضرورت حاجت کے وقت، اور اگر تم اس کے محتاج اور ضرورتند ہو تو پھر اچھے طریقہ کے ساتھ کھا لو "

دیکھیں: تفسیرابن کثیر (1 / 454 - 455) مختصرا.

اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: میں فقیر اور محتاج ہوں میرے پاس کچھ نہیں، اور میرے پاس ایک یتیم ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بغیر کسی زیادتی اور فضول خرچی کیے، یتیم کے مال سے کھا لیا کرو، نہ تو جلدی کرو، اور نہ ہی اس کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملانے کی کوشش کرو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2872) سنن نسائی حدیث نمبر (3668) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2718) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (4497) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

قولہ: " مباذر " فضول خرچی کرنے والا.

قولہ: " متاثل " اصل مال سے لینے والا.

اگر تو آپ اس کے مال سے کام اور عمل کے عوض میں یتیم کا مال لینا چاہتے ہیں کہ آپ ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں، اور آپ کا یہ کام اجرت اور مزدوری کا مستحق ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر آپ صرف زیارت کرنے کی اجرت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر نہیں کیونکہ یہ عادت میں شامل نہیں کہ یتیموں کی زیارت کی جائے اور انہیں ملنے جایا جائے تو اور اس پر خرچ ہونے والی رقم یتیموں کے مال سے لی جائے، یہ تو اس کے بھی خلاف ہے جو آپ ان کےلباس اور کھانے پینے اور دوسرا سامان خرید کر دینے میں خرچ کرتے ہیں، کیونکہ یہ اشیاء تو ان کے مال سے ہی ہونگی.

اور اس لیے کہ آپ ایسے ملک میں بستے ہیں جہاں شرعی عدالت قائم ہے، اس لیے آپ اس سلسلے میں شرعی عدالت سے رجوع کریں، تا کہ قاضی یتیموں کی مصلحت کو مد نظر رکھ کر جو فیصلہ کرسکے. واللہ اعلم.

ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ درج ذیل فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ غور فکر اور تامل کریں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اور جو کوئی پارسائی طلب کرے تو اللہ تعالی اسے پارسا بنا دیتا ہے، اور جو کوئی غنا اور تونگری طلب کرے تو اللہ تعالی اسے غنی کر دیگا، اور جو کوئی صبر کرے اللہ تعالی اسے صبر کرنے کی طاقت دیتا ہے، اور صبر سے بہتر

کوئی عطا اور خیر نہیں ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1400) صحیح مسلم حدیث نمبر (1053).

آپ کو جان لینا چاہیے کہ آپ کے قرض کی ادائیگی کا حل پارسائی اور پاکدامنی و عفت طلب کرنا، اور غنا و تونگری اور صبر ہے.

مارکفوری رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" اور جو کوئی غنا طلب کرتا ہے " یعنی جو شخص لوگوں کا مال لینے سے مستغنی ہو کر غنا ظاہر کرتا ہے، اور سوال کرنے سے بچتا ہے حتی کہ جاہل اسے اس عفت کی بنا پر غنی گمان کرنے لگتا ہے.

" اللہ تعالی اسے غنی کر دیتا " یعنی اسے غنی بنا دیتا ہے یعنی اس دل کا غنی بنا دیتا ہے، حدیث میں بیان ہوا ہے کہ:

" کثرت سامان سے غنا حاصل نہیں ہوتی، بلکہ غنا تو دل اور نفس کی ہے "

یا اللہ تعالی اسے وہ کچھ دے دیتا ہے جو اسے مخلوق سے مستغنی کر دیتی ہے.

" اور جو کوئی پارسائی طلب کریگا " استعفاف اور پارسائی یہ ہے کہ: عفت و عصمت طلب کرنا، اور وہ حرام کام کے ارتکاب اور لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے سے رکنا ہے، یعنی جو شخص عفت طلب کرتا ہے اور اس میں تکلف کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے یہ عطا فرما دیتا ہے.

" اللہ تعالی اسے عفت دے دیتا ہے " یعنی اللہ تعالی اسے عفیف بنا دیتا ہے، اور وہ ممنوعہ کام میں پڑنے سے اس کی حفاظت فرماتا ہے، یعنی جو شخص تھوڑی اور ادنی سی چیز پر راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے سے باز رہتا ہے تو اللہ تعالی اس پر قناعت میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے، اور قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا.

" اور جو کوئی صبر طلب کرتا ہے " یعنی اللہ تعالی سے صبر کرنے کی توفیق طلب کرتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور آپ صبر کریں، اور آپ کا صبر اللہ کے بغیر نہیں .

یا پھر: وہ اپنے آپ کو صبر کا حکم دیتا اور مشکلات برداشت کرنے میں تکلف کرتا ہے.

" اللہ تعالی اسے صبر دیتا ہے " یعنی اللہ تعالی اس کے لیے صبر کرنا آسان کر دیتا ہے.

دیکھیں: تحفۃ الاحوذی (6 / 143 - 144) مختصرا.

واللہ اعلم .